مقالۂ خصوصی

تحریر: محمود مرزا جہلمی

کلب (کتا)

کتا نجس العین ہے مگر خالق و مخلوق دونوں نے اس کا ذکر کئی مواقع پر کیا ہے۔قرآن مجید میں بھی اس کا ذکر آیا ہے۔اصحابِ کہف کے قصہ میں بھی اس کا بیان ہوا ہے۔اس ذکر سے متاثر ہو کر بعض لوگ اپنے تئیں ''سگ'' اور ''کلب'' کہنے پر مصر ہیں۔قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے: ﴿**ولقد کرمنا بنی آدم**﴾ ترجمہ: ''ہم نے بنی آدم کو تکریم بخشی ہے۔'' پھر ارشاد ہوتا ہے: ﴿**لقد خلقنا الانسان فی أحسن تقویم...**﴾ ترجمہ: ''ہم نے انسان کو احسن تقویم پر پیدا فرمایا ہے اور پھر اسے اسفل سافلین کے درجہ پر گرا دیا ہے'' واقعی جب انسان اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ذلت کی گہرائیوں میں گرتا ہے تو اپنے تئیں کتا کہنے لگ جاتا ہے۔اصحابِ کہف کے قصہ کے ضمن میں اس کا ذکر واقعاتی ہے تشریفی نہیں۔ہم نے حتی المقدور قرآن و حدیث میں اس کے کسی شرف کی تلاش کی ہے مگر ناکام رہے۔البتہ شکاری کتوں کا ذکر ضرور آیا ہے مگر وہاں بھی شرف ثابت ہوتا ہے تو اس تعلیم کا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہے۔جس کے ذریعے وہ شکار پکڑنے کی تربیت انہیں دیتا ہے۔کتا پھر بھی نجس ہی رہتا ہے۔متاعِ دنیا کے پجاریوں کی مثال کتے سے دی گئی ہے کہ جس طرح وہ ہر حال میں ہانپتا ہی رہتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی مالِ دنیا کیلئے پاگل ہوئے پھرتے ہیں۔اگر حرمین کی گلیوں میں پھرنے والا کوئی کتا سوء اتفاق سے حرمین شریفین میں داخل ہو جائے تو اس کا وہی حشر ہوگا جو کسی بھی مسجد میں داخل ہو جانے والے کتے کا دنیا کے کسی بھی کونے میں ہوگا۔میری بحث ''ملفوظات'' سے نہیں ہے۔

سرسید احمد خان نے بحث و تکرار کے نام سے ایک مضمون لکھا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ دوران بحث بعض انسانوں میں کتوں کی خصلتیں عود کر آتی ہیں۔قارئین اگر وہ مضمون خود پڑھیں تو انہیں مزہ آئے گا۔وہ لکھتے ہیں بحث کے دوران ان کے منہ سے کتوں کی طرح جھاگ بہہ نکلتا ہے۔بھنویں تن جاتی ہیں، پہلے

وہ غراتے اور پھر ایک دوسرے پر جھپٹ پڑتے ہیں۔ سید احمد شاہ بخاری نے جن کا قلمی نام ''پطرس بخاری'' تھا، ''کتے'' کے عنوان سے ایک مزاحیہ مضمون لکھا ہے۔ قارئین سے میری درخواست ہے کہ وہ مضمون بھی ضرور مطالعہ فرمائیں اور لطف اٹھائیں۔

کسی بزرگ نے اپنے ایک پر معنی مکالمہ میں کتے کا ذکر کر کے نتیجہ یہ اخذ کیا ہے کہ اگر انسان اپنے مالک کی بندگی و فرمانبرداری نہ کرے تو اس سے وہ کتا اچھا ہے جو اپنے مالک کی فرمانبرداری کرے اور اس سے وفاداری کا حق چوکیداری کے ذریعے ادا کرے۔ یہ مضمون بھی ہمارے ہی مؤقف کی تائید کرتا ہے کہ وہ انسان جو دعوتِ حق پر توجہ نہ کرے اور اسے مسلسل ٹھکراتا ہی چلا جائے اور اپنے دل و دماغ اور گوش و ہوش سے کام نہ لے وہ ﴿کالأنعام بل هم أضل﴾ کے حکم میں داخل ہے۔ وہ ﴿أسفل سافلين﴾ میں جا گرتا ہے۔ شرفِ انسانی سے محروم ہو جاتا ہے اور جب شرفِ انسانی کی خلعتِ فاخرہ جو اللہ تعالیٰ نے اسے تخلیقی لحاظ سے پہنائی تھی اتار پھینکے تو اس میں اور کتے میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا ہے۔ ان بزرگوں کا مدعا بھی یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے ذلیل کتے سے بھی ذلیل تر ہو جاتا ہے بلکہ کتا اس سے اچھا ہے کیونکہ وہ اپنے مالک کا وفادار و فرمانبردار ہے۔

تواضع و خاکساری و عاجزی انسان کیلئے نہایت ضروری ہے۔ غرور، تکبر، بڑائی اس کیلئے تباہ کن ہے۔

تکبر عزازیل را خوار کرد بزندانِ لعنت گرفتار کرد

تھوتھا چنا باجے گھنا..... خالی گھڑا بجتا اور صدا دیتا ہے........ برساتی ندی نالے میں پانی آجائے تو شوریدہ سری کرتے ہیں۔ مگر دریا خاموشی سے بہتے چلے جاتے ہیں۔ ہم عقیدت و احترام کے جذبات کے اظہار کیلئے انبیائے کرامؑ اور خصوصاً حضور اقدس ﷺ کی اتباع و فرمانبرداری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ہم آپؐ کے قدومِ میمنت لزوم سے لگنے والی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ کہتے ہیں۔ ہم حضور ﷺ کے اصحاب اور سلف صالحین سے اپنی نسبت پر فخر کرتے ہیں۔ ہم مکی و مدنی کہلانے میں اپنا شرف پاتے ہیں، ہم حجاز مقدس سے آنے والی ہواؤں سے قلب و جگر کی ٹھنڈک پاتے ہیں مگر ہم اپنے تئیں مدینہ کی گلیوں کے کتے نہیں کہتے کیونکہ کتا بہر حال نجس ہے۔ ہم سیدنا ابو ہریرہؓ کے تتبع میں بلی سے محبت کرتے ہیں مگر اپنے تئیں بلی سے کمتر نہیں کہتے۔

قرآن پاک میں مذکور ہے کہ ''انگور کا رس جس سے تم مسکرات تیار کرتے ہو'' یہ مضمون دوبار

بیان ہوا۔ میں آخر میں قرآن مجید کے حوالہ جات لکھ دوں گا۔ اب بتایئے کیا قرآن مجید کے ان بیانات سے منشیات کا کوئی شرف ثابت ہوا ہے؟ کیا اس ذکر سے منشیات کی حرمت ختم ہو گئی ہے؟

محترم قارئین! خود اندازہ فرمالیں کہ اصحاب کہف کے ساتھ کتے کے ذکر سے اس کا کوئی شرف ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی نجاست ختم ہوتی ہے۔ بعض اسلاف اخیار نے اس کتے کو اصحاب کہف کی صحبت و معیت کے صلے میں جنت کا مکین ٹھہرا دیا ہے۔ ہم اپنے لئے صحبتِ اولیاء کو انعام کبریا کہتے ہیں۔ واقعی نیک لوگوں کی مجلس، صحبت، ہمراہی و ہمرکابی سعادتِ دارین ہے۔ علمائے اسلام اور اولیاء اللہ کی صحبت سے انسانی زندگی میں صالح انقلاب آتا ہے لیکن کون نہیں جانتا کہ آج کسی بھی مسجد کا خطیب یا امام، کسی اسلامی درسگاہ کا مدرس یا شیخ الجامعہ اپنے ساتھ اصحاب کہف کی طرح کتا لئے نہیں پھرتا اور اگر کوئی مولوی ایسا فعل کرے اور کتا پالے اور اسے اپنے ساتھ لئے پھرے تو مولوی صاحب کتے کو ہزار بار اصحاب کہف کے کتے کا مثیل فرمائیں، لوگ ان کو مسند امامت سے اتار دیں گے۔ آخر انسانوں کی کیوں مت ماری گئی ہے کہ وہ اپنی نسبت کتوں سے جوڑتے ہیں۔

ہم تو اس بات کو بھی روا نہیں رکھتے کہ علمی مکالمہ یا بحث و تکرار میں بقول سرسید کتوں کی عادات اپنا لی جائیں۔ حکایت ہے کہ کسی صحرانشیں کو کتے نے کاٹ لیا۔ وہ رات کو مارے درد کے چلاتا رہا۔ اس کی ہائے وائے سے اس کی ننھی بیٹی کی نیند خراب ہوتی تھی۔ بچی نادان تھی۔ اٹھی اور باپ سے کہنے لگی کہ آپ کو کتے نے جب کاٹا تھا تو جواب میں آپ نے اسے کیوں نہ کاٹ لیا اور اب روتے ہو۔ خیر بچی تو نادان تھی پر جو جواب باپ نے دیا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

تو اں کرد یا بد گہر بدرگی ولیکن نہ مردم نیاید سگی

برے آدمی سے برائی کا سلوک تو کیا جاسکتا ہے مگر انسانوں سے کتوں والا کام یعنی کاٹنا نہیں ہوسکتا۔ کتا کسی کو بھونکنے لگ جائے تو جواب میں کوئی بھلا مانس بھونکا نہیں کرتا۔ عرفی فارسی کا مشہور شاعر تھا۔ وہ کہتا ہے:

عرفی تو میندیش ز غوغائے رقیباں کہ آوازِ سگاں کم نکند رزق گدارا

بعض بزرگ بھونکنے والے کتے کا علاج پتھر سے تجویز کرتے ہیں۔ مگر ہم اسے بھی تضیع اوقات کہتے ہیں۔ کیونکہ بھونکنا اس کی فطرت ہے اور سنگ زنی سے اس کی فطرت نہیں بدل سکتی۔ ہمارے نزدیک کتا مرفوع

القلم ہے۔اس کا عف عف کرنا، اس کی مجبوری ہے۔گداگر سے اس کی دشمنی اور مسافر سے اس کی عداوت ہی اس کی وفاداری کی خصلت کے باوصف اسے مردار خور بنا کر رکھ دیتی ہے۔اپنے آقا سے زبردست وفاداری کے بعد بھی اگر وہ آقا کے ساتھ لگ جائے تو اسے ناپاک کر دیتا ہے۔بیچارہ کسی برتن میں منہ ڈال دے تو مالک کے نزدیک وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔

اب میں وہ قرآنی حوالے درج کروں گا جو اس تحریر میں استعمال ہوئے ہیں۔لیکن پہلے حدیث شریف لکھ رہا ہوں کہ جس گھر میں کتا ہو وہاں اللہ کی رحمت داخل نہیں ہوتی۔ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے نہایت ہی دل سوزی سے التماس کریں گے کہ وہ اظہارِ تواضع و عجز کے واسطے خاک کا کلمہ برت لیا کریں اور اگر اپنی عقیدتوں کے مراکز سے لگاؤ کا ذکر کرنا مقصود ہو تو فرمانبردار اور متبع کا لفظ کام میں لایا کریں اور سب سے اعلیٰ، سب سے ارفع نسبت' حضور اقدس ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کی ہے۔ان کی فرمانبرداری میں ہماری سرواری ہے۔ان کی خاک پا، ہماری آنکھوں کیلئے وہ سرمہ ہے جس سے نورِ بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے۔آقائے نامدار ﷺ کے شہر سے نسبت قائم کرنا، میدانِ حشر میں ہماری شناخت کا ذریعہ ہوگا۔

(الف) سورۃ الاعراف (۱۷۶) : ﴿فمثله كمثل الكلب ان تحمل عليه يلهث او تتركه يلهث﴾ ترجمہ: ''سو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی اگر تو اس پر حملہ کرے (یا لادے) تب بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے،، آپ نے بارہا دیکھا ہوگا کہ کتا ہر موسم میں زبان نکالے ہانپتا ہی رہتا ہے۔اس سدا ہانپنے اور بھونکنے والے کتے کے ساتھ کے تشبیہ دی گئی ہے۔آغاز آیت: ﴿ولو شئنا لرفعنه بها ولكنه أخلد إلى الأرض واتبع هواه﴾ ترجمہ: ''اور اگر ہم چاہتے تو اس کی ان باتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے، لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرنے لگا۔''

قارئین خود فیصلہ فرمالیں یہ کتے کی تعریف ہے یا تذلیل؟

(ب) سورۃ یوسف (۴۹): ﴿ثم يأتي من بعد ذلك عام فيه يغاث الناس وفيه يعصرون﴾ ترجمہ: ''پھر اس کے بعد ایک برس ایسا آوے گا جس میں لوگوں کے لئے خوب بارش ہوگی اور اس میں شیرہ نچوڑیں گے۔'' محترم قارئین کو معلوم ہوگا کہ شیرہ انگور شراب سازی کے کام آتا ہے۔قرآن میں اس کا ذکر آنے سے شراب کی حرمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔وہ بدستور حرام ہی ہے۔

(ج) سورۃ النحل (۶۷): ﴿ومن ثمرات النخيل والأعناب تتخذون منه سكراً ورزقاً

حسناً ﴾ ترجمہ : ''اور کھجوراور انگوروں کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز اور عمدہ کھانے کی چیزیں بناتے ہو، بے شک اس میں عقل مندوں کیلئے بڑی دلیل ہے''

قارئین کرام نوٹ فرمائیں کہ انگوراور کھجور سے شراب سازی کا ذکر قرآن مجید میں ہوا ہے تو کیا اس سے شراب خانہ خراب کا کوئی شرف ثابت ہوتا ہے۔ یہاں امتنانِ حسی مقصود نہیں کہ حلت پر موقوف ہو بلکہ ایک امر واقعہ اور رواج کا ذکر آیا ہے۔

اسی طرح اگر کتے کا ذکر اصحاب کہف کے ساتھ آیا ہے تو اس سے کتے کا کوئی شرف ثابت نہیں ہوتا۔ یہ ذکر واقعاتی ہے۔ ہمارے وہ مسلمان بھائی جو عقیدت یا تواضع کے اظہار کیلئے اپنے تئیں کسی بزرگ کا کتا کہہ ڈالتے ہیں تو وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ آپ کے صحابہؓ اور بزرگان دینؒ کی فرمانبرداری ہی بڑی عقیدت ہے۔ ان کی خاکِ پا ہونا بڑی سعادت ہے۔ مکی مدنی اور محمدی ہونا بڑی نسبت ہے۔ دیکھیں نا، کتا نجس العین ہے۔ وہ ہر وقت بھونکتا ہے۔ اس کے منہ میں بڑے ہی مہلک جراثیم ہوتے ہیں۔ وہ مردار کھاتا ہے۔ گداگر اور مسافر کا دشمن ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ، آپ کے اصحابؓ اور بزرگان دینؒ نے کبھی کتا پالا ہو، تو بھی ایک بات تھی کہ کوئی انسان عقیدت کے تحت اپنے تئیں ان کا کتا کہہ دینا۔ نیک لوگوں کی قبریں پاک جگہیں ہیں۔ کیا کوئی ذی عقل اور ذی شعور انسان وہاں کسی کتے کا گزر برداشت کرے گا۔ نہیں ہرگز نہیں! جب عملاً یہ ہے تو اصطلاحاً کوئی الٹ دعویٰ کیسے روا ہوسکتا ہے؟

بلکہ ہمارا تو یہ مشورہ ہے کہ کتا ہزار بھونکتا رہے، اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ پلید ہے۔ ہم تو اسے پتھر مارنے سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔ جیسے تیسے بن پڑے، اس سے بچ بچا کر اپنی راہ لیتے اور اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔ وہ دن بھر مسافروں اور گداگروں سے ڈنڈے اور پتھر کھاتا ہے مگر اپنی عادت قبیحہ اور مردم آزادی سے باز نہیں رہ سکتا۔ اس کا مقابلہ کون کرے۔ یہ ہمیشہ پیچھے سے حملہ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس کے گزند سے بچائے۔ آپ کو معلوم ہے سگ گزیدہ کا علاج بڑا مشکل ہے۔ ناف میں چودہ ٹیکے لگوانے پڑتے ہیں۔ کیا اب بھی کوئی ہوگا جو اپنے تئیں سگِ دربارِ غوثیہ یا کلبِ عباس کہلانے میں فخر محسوس کرے؟ **وماعلینا الاالبلاغ**